ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

عہدِ تابعین میں مشہور مکی مفسرینِ تابعی

THE FAMOUS MECCAN COMMENTATORS IN THE ERA OF TABEEN

Ghulam Mustafa
PhD Scholar (Islamic studies), NCBA&E, Sub Campus, Multan
ghulammustafakh@gmail.com
Seema Zahid
PhD Scholar (Islamic studies), NCBA&E, Sub Campus, Multan
Dr. Hafiz Fida Hussain
Deputy Secretary (Finance), Board of Intermediate and Secondary Education, Multan
doctorfidahussain@gmail.com

Abstract:
The work of compiling the Holy Qur'an was completed in the era of the Prophet (ﷺ) and the era of the Companions (Sahābah). It has been needed in every era regarding the meanings and interpretation (Tafsīr) of the Holy Quran. Therefore, there was a commentary on the Qur'an even in the era of the Tabeen (Tābe'īn). Therefore, they preserved the meaning and interpretation (Tafsīr) of the Qur'an. The number of commentators (Mufasserīn) Tabi'een is more than the number of commentators (Mufasserīn) Sahaba who were associated with the knowledge of Tafsīr. While a large number of Tābe'īn devoted their lives to knowledge and handed over the knowledge of Tafsīr to the Ummah. Ibn Taymiyyah states that the people of Makkah who have the most knowledge of tafsir are the students of Ibn-e Abbas, such as Mujahid bin Jabr, Ata bin Abi Rabah, Ikramah, Saeed bin Jubir and Tawoos. In this research article we discuss the life and work of these five Tābe'īn Mufasserīn.

Key Words: Holy Qur'an, Companions, Commentators, Tafsir, Ibn-e Abbas.

قرآن کریم فرقان حمید ایک زندہ معجزہ اور اُم العلوم ہے۔ یہ کتاب علوم وفنون کا ایسا خزینہ ہے جو ہر بار اپنے پڑھنے والے کے لیے نئے علوم آشکار کرتا ہے۔ اس کی زبان بہت فصیح وبلیغ ہے۔ صحابہ کرامؓ رسول ﷺ سے بہ راہ راست قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے تھے لیکن اہل زبان ہونے کے باوجود انھیں بھی بعض اوقات قرآن کریم کے معانی ومطالب کو سمجھنے میں دشواری پیش آتی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم کو وضاحت سے سمجھنے کے لیے اس کی تفسیر نہایت ضروری ہے، قرآن کریم کی تفسیر مختلف ادوار میں مختلف زبانوں میں کی جاتی رہی ہے۔ یہ سلسلہ نبی کریم ﷺ سے شروع ہوا، اس کے بعد صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین اور علماءِ کرام نے یہ فریضہ انجام دیا اور دے رہے ہیں اور یہ کام تا قیامت جاری رہے گا۔

قرآن مجید کی تعلیمات کا اولین دور صحابہ کرامؓ کا دور ہے جنھوں نے رسول ﷺ سے بہ راہ راست تعلیمات لیں۔ صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کو روئے زمین کے کونے کونے میں پھیلایا۔ اسے کس کس انداز اور کس کس محنت سے محفوظ رکھا اور کن کن طریقوں سے کام لے کر اس کو عام کیا، سر دست یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ صحابہ کرامؓ نے تابعین کی جو نسل تیار کی اور پھر تابعین نے تبع تابعین کی جو نسل تیار کی، انھوں نے مسلمانوں کے مزاج، مسلمانوں کے رگ وپے اور مسلم معاشرہ کی بنیادوں میں قرآن مجید کو اس طرح رچا دیا کہ جو شخص اس معاشرہ میں داخل ہو گیا وہ قرآن کے رنگ میں رنگا گیا۔

ایک پوری نسل چین سے لے کر مراکش تک اور سائبریا کی حدود سے لے کر سوڈان کے جنوب تک ایسی پیدا ہو گئ جس کے سوچنے سمجھنے کا انداز قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق، جس کی فکر اور عقیدہ قرآن مجید کے دیے ہوئے تصورات سے ہم آہنگ، جس کا طرز عمل قرآن مجید کے احکام پر مبنی اور انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر پہلو قرآن مجید کے نور سرمدی سے مشیر تھا۔ مسلمانوں کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو انھوں نے قرآن مجید کو بنیاد بنا کر قرآنی فکر کو عام بھی کیا اور علوم وفنون میں بھی ترقی کی۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

قرآن مجید کی جمع و تدوین کا کام عہد نبویؐ اور عہد صحابہ میں مکمل ہو گیا تھا، معانی و تفسیر کے حوالے سے قرآن کے دراوزے تا قیامت کھلے ہوئے ہیں اس لیے اس میدان میں عہد تابعین میں کام کی گنجائش تھی۔ چنانچہ تابعین نے معانی و تفسیر کے حوالے سے ایسی اصولی اور مکمل خدمات سرانجام دیں کہ اہل باطل کے لیے سرکشی کا موقع نہ چھوڑا۔ اس طرح انھوں نے قرآن کے معنی اور بیان کو محفوظ کر دیا۔ چنانچہ جب ہم مفسرین قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو تابعین کی ایک بہت بڑی تعداد اس علم سے وابستہ نظر آتی ہے۔ مفسر تابعین کی تعداد مفسر صحابہ سے زیادہ ہے۔ تابعین کی بہت بڑی تعداد نے اپنی زندگیاں علم کے لیے وقف کیں اور علم تفسیر کا بیش بہا خزانہ اُمت کے حوالے کیا۔ چنانچہ تب سے اب تک لکھی جانے والی تفاسیر میں تابعین کی علمی کاوشوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ تفسیر کی کتب میں تابعین کے بہت سے اقوال ملتے ہیں جو انھوں نے اپنی رائے اور اجتہاد کے طریقے کو اختیار کرتے ہوئے بیان کیے اور اس میں ان کے علم کے مطابق نبی کریم ﷺ اور کسی صحابی سے کوئی روایت نہیں تھی۔(۱)

عہد تابعین میں سب سے بڑا تفسیری مرکز مکہ مکرمہ میں تھا، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل مکہ عام طور پر حضرت عبداللہ بن عباس کی آرا اختیار کرتے تھے۔(۲) عبداللہ ابن عباس کو "ترجمان القرآن" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور یہ خطاب ان کو خود نبی کریم ﷺ نے دیا تھا، جب کہ بہت سے موقعوں پر حضرت عمر نے بھی تفسیر کے سلسلے میں آپ ہی سے سوالات کیے۔(۳) اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباس نے طویل عمر پائی تھی اور ان کے شاگردوں کی تعداد بھی دوسرے صحابہ سے زیادہ تھی جب کہ ان کی خدمات علومِ قرآن کی نشرواشاعت کے بارے میں سب سے نمایاں ہیں۔ آپؓ نبی کریم ﷺ کے قریب ترین عزیز چچازاد بھائی تھے اور ام المؤمنین حضرت میمونہ کے بھانجے بھی تھے اور کئی مواقع پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض ایسے معمولات کا بھی مشاہدہ کیا جو کسی اور کے لیے اتنی آسانی سے ممکن نہیں تھے۔(۴)

> وأما التفسير، فأعلم الناس به أهل مكة، لأنهم أصحاب ابن عباس، كمجاهد، وعطاء بن أبي رباح، وعكرمة مولى ابن عباس، وغيرهم من أصحاب ابن عباس، كطاووس، وأبي الشعثاء، وسعيد بن جبير وأمثالهم، وكذلك أهل الكوفة من أصحاب ابن مسعود، ومن ذلك ما تميزوا به عن غيرهم، وعلماء أهل المدينة في التفسير، مثل: زيد بن أسلم الذي أخذ عنه مالك التفسير. (۵)

اہل مکہ کے پاس تفسیر کا سب سے زیادہ علم تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد تھے جیسے مجاہد عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس اور دیگر جیسے ابوالشعثاء اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔ اسی طرح کوفہ والے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے شاگرد تھے اور اہل مدینہ کے علماء جیسے زید بن اسلمؒ جن سے امام مالک نے تفسیر لی تھی۔(۶)

حسن محمد مکہ کے مشہور مفسرینِ تابعین سے متعلق ابن تیمیہ کا قول بیان کرتے ہیں:

۱۔ پروفیسر غلام احمد حریری، تاریخ تفسیر و مفسرین، (فیصل آباد: ملک سنز پبلشرز، ۲۰۰۰ء)، ۳-۵

۲- خالد سیف اللہ رحمانی، آسان اصولِ تفسیر، (سہارنپور: یوپی، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، ۲۰۱۴ء)، ص ۸۴

۳- فیصل احمد ندوی، تفسیر اور اصول تفسیر: تعارف ضرورت اور اہم کتابیں، (لکھنؤ: مکتبہ الشباب العلمیہ، ۲۰۱۶ء)، ص ۳۱

۴- محمود احمد غازی، محاضراتِ قرآنی، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، ۲۰۰۹ء)، ۱۹۴۔

۵- مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، ترجمہ: مولانا عبداللہ سرور (لاہور: مکتبہ محمدیہ، الفضل مارکیٹ اردو بازار، ۲۰۱۶ء)، ۱: ۷۔

۶- زرکلی، خیر الدین بن محمود، اعلام، (بیروت: دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء)، ۲، ۱۰۴۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

أما طبقة أهل مكة من التابعين: فقد كانوا أعلم الناس بالتفسير، نقل السيوطي عن ابن تيمية أنه قال :أعلم الناس بالتفسير أهل مكة؛ لأنهم أصحاب ابن عباس، كمجاهد، وعطاء بن أبي رباح، وعكرمة مولى ابن عباس، وسعيد بن جبير، وطاووس. (٧)

یعنی مکہ کے تابعین کا وہ طبقہ جو لوگوں میں سب سے زیادہ تفسیر کا علم رکھتے ہیں؛ سیوطی ان سے متعلق ابن تیمیہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ سب سے زیادہ تفسیر کا علم رکھنے والے ابن عباسؓ کے تلامذہ ہیں جیسے مجاہد (بن جبر)، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس، سعید بن جبیر اور طاووس۔

ذیل میں مذکورہ بالا روایت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انھی پانچوں تابعین کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

(۱) سعید بن جبیرؒ (۹۵ھ)

سعید بن جبیر بن ہشام پہلی صدی ہجری کے مشہور تابعی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد یا ابو عبد اللہ تھی (۸)، آپ نسلاً موالی یعنی عجمی غلام تھے مگر بڑے عرب مشائخ نے آپ کی خوشہ چینی کی، آپ نہایت اعلی صفات کے حامل تھے۔ ابن جبیر نے عبد اللہ ابن عباسؓ، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ ابن زبیر، عبد اللہ بن مغفل، ابو مسعود البدری جیسے عظیم صحابۂ کرام سے استفادہ کیا۔(۹) آپ کبار تابعین میں سے تھے تفسیر، حدیث اور فقہ سیکھنے میں سب سے مقدم تھے۔ ابن عباس سے بہ طور خاص انھوں فیض حاصل کیا خصوصی طور پر ان سے قرأت اور فقہ کا علم لیا اور انھوں نے اکثر روایات بہ ذریعہ ابن عباسؓ سے ہی بیان کی ہیں۔ ابن عباس کے حلقۂ درس میں تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، بلاغت اور تاریخ سمیت جملہ علوم وفنون کی خوشبو مہکتی تھی۔ ابن عباس کی علمی مجلس میں جو بھی سوال وجواب ہوتے، سعید بن جبیر انھیں یاد کرتے اور اپنے اوراق پر لکھ لیتے، بعض اوقات سوالات کی اس قدر کثرت ہوتی کہ ان کے تمام اوراق بھر جاتے اور انھیں اپنی ہتھیلیوں پر لکھنے کی نوبت آجاتی۔(۱۰)

سعید بن جبیر سب سے پہلے حجاز میں سکونت پذیر رہے، پھر عراق منتقل ہوئے اور فارس اور اصفہان میں کچھ عرصہ مقیم رہے اور پھر کوفہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ جہاں آپ کو جامع مسجد کا امام اور پھر کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔(۱۱) آپ کثرت سے تلاوت کرتے اور دو راتوں میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے، ایک بار بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے اور وہاں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا۔(۱۲) آپ خوش الحانی کو پسند کرتے تھے مگر گا کر قرآن پڑھنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے تھے۔(۱۳)

رمضان المبارک میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ تراویح کی امامت کرتے تو عجب سماں ہوتا۔ ایک رات حضرت زید بن ثابت کی قرأت سناتے تو دوسری رات حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرأت اپناتے۔ اسی طرح روزانہ تمام مشہور صحابہ کرامؓ سے جو قرأتیں ثابت تھیں ان کو پڑھا کرتے تھے، روایت میں

۷- حسن محمد ایوب، الحدیث فی علوم القرآن والحدیث، (اسکندریہ: دارالسلام، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء)، ۱۴۱۔

۸- سیما زاہد، امام مجاہد بن جبر رحمہ اللہ کی تفسیری روایات: سورۃ البقرۃ کا خصوصی مطالعہ، تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اسلامیات، (ملتان: شعبہ علوم اسلامیہ وتقابل ادیان، دی ویمن یونیورسٹی، سیشن ۲۰۱۹- ۲۰۲۱ء)، ص ۲۶۔

۹- مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، (کراچی: مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۲۰۱۰ء)، ۴۶۲۔

۱۰- مولانا محمد اسماعیل ریحان، تاریخ امت مسلمہ، (کراچی: المنہل پبلشرز)، ۳: ۲۹۳۔

۱۱- ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین أحمد بن محمد بن أبي بكر، وفیات الاعیان وأنباء أبناء الزمان، (بیروت: دار صادر، ۱۹۹۴ء)، ۲: ۲۷۲- ۲۷۳۔

۱۲- شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء، (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۹۸۵ء)، ۴: ۳۲۴۔

۱۳- مولانا محمد اسماعیل ریحان، تاریخ امت مسلمہ، ۳: ۲۹۴۔

آتا ہے کہ سعید بن جبیر رمضان کے مہینے میں ہمیں امامت کرواتے تھے ایک رات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھتے، ایک رات کسی اور کی قراءت کی مطابق اور سعید بن جبیرؒ کا یہ مختلف قرأتوں کو جمع کرنا ان کے لیے قرآن کے اسرار اور معنی سمجھنے کو بھی آسان کرتا تھا، اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو بسا اوقات وجد میں آکر ایک ہی نماز میں پورا قرآن مجید ختم کردیتے۔(۱۴)

آیات کے شان نزول اور تفسیر پر اتنا عبور حاصل تھا کہ جب آپ کے سامنے کوئی آیت پڑھی جاتی تو آپ فوراً اس کے سیاق وسباق، شان نزول، تفسیر اور مطالب سے آگاہ کردیتے۔ حدیث میں آپ کی مہارت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات عبداللہ بن عباسؓ اپنی موجودگی میں انھیں حدیث سنانے کا حکم دیتے تھے۔(۱۵)

آپ نے عبدالملک بن مروان کی فرمائش پر ایک تفسیر بھی لکھی جسے اُس نے شاہی خزانہ میں محفوظ کروایا تھا، اس تفسیر سے متعلق ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں کہ "پہلی ہجری صدی کے وسط میں کبار تابعین میں سے غالباً سب سے پہلے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نامور شاگرد حضرت سعید بن جبیر (متوفی ۹۳ھ یا ۹۵ھ) نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی جو "تفسیر ابن جبیر" کے نام سے موسوم ہے۔"(۱۶)

اس تفسیر کے سببِ تالیف کے متعلق شمس الدین الذہبی (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان (۸۶ھ) نے حضرت سعید بن جبیرؒ کو لکھا اور فرمائش کی کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر بھیج دیں تو اس فرمائش پر انھوں نے تفسیر لکھ کر بھیج دی۔ اس نے اسے شاہی خزانہ میں محفوظ کروادیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ تفسیر عطاء بن دینار تابعیؒ (۱۲۶ھ) کے ہاتھ آگئی، چناں چہ وہ اس نسخہ کی بناء پر اس تفسیر کی روایات کو حضرت سعید بن جبیر سے مرسلاً روایت کیا کرتے تھے۔ اور یہ تفسیر ان کے نام سے مشہور ہوگئی۔(۱۷)

لیکن ان کے احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی رائے سے تفسیر بیان کرنے سے بچتے تھے، روایت میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص سعیدؒ سے کہتا کہ قرآن کی تفسیر لکھ کردیں تو غصہ ہوتے اور فرماتے کہ اگر میرا ایک پہلو گر جائے یہ میرے لئے تفسیر لکھ کردینے سے زیادہ بہتر ہے۔(۱۸)

فقہ کی تعلیم آپ نے عبداللہ بن عباسؓ سے حاصل کی، فقہ میں اتنا کمال حاصل کیا کہ حجاج بن یوسف نے کوفہ کا قاضی مقرر کردیا۔ خود عبداللہ ابن عباس ان کے فتاوی پر اعتما کرتے تھے، اگر کوفہ سے کوئی ان کے پاس مکہ آکر کر مسئلہ پوچھتے تو ابن عباسؓ فرماتے: "کیا تمھارے ہاں سعید بن جبیر نہیں؟" ریاضی اور میراث کے مسائل پر ایسا ملکہ حاصل تھا کہ عبداللہ بن عمر ایسے مسائل پوچھنے والوں سے کہتے: "سعید بن جُبر کے پاس جاؤ۔ وہ بتائیں گے"۔ جب مدینہ تشریف لے جاتے تو وہاں کے علماء طلبہ بھی آپ سے میراث سیکھتے۔ حضرت زین العابدین جیسے پیکرِ علم فرماتے تھے: "جب سعید ہمارے ہاں سے گزرتے تو ہم ان سے میراث کے مسائل پوچھتے"۔(۱۹)

---

۱۴ - عبدالرحمن رافت الباشا، حیات تابعین کے درخشاں پہلو، ترجمہ: محمود احمد غضنفر، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، ۲۰۰۴ء)، ۲۷۷۔

۱۵- مولانا محمد اسماعیل ریحان، تاریخِ امت مسلمہ، ۳: ۲۹۴۔

۱۶- محمد عبدالحلیم چشتی، علم قرآن اور الاتقان، دیباچہ فی علوم القرآن، مترجم: محمد عبدالحلیم انصاری، (کراچی: میر محمد کتب خانہ)، ۱:۵۹

۱۷- عبدالحمید خان عباسی، اصول تفسیر و تاریخ تفسیر، شعبہ قرآن و تفسیر، (اسلام آباد: فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۱۲ء)، ۱۸۰۔

-مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، ص ۴۶۳۔

۱۸- ابن خلکان، وفیات الاعیان وأنباء أبناء الزمان، ۲: ۳۷۱۔

۱۹- محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، (بیروت: دار صادر، ۱۹۶۸ء)، ۶: ۲۵۷- 258

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

حضرت عبداللہ بن عباس کے بعد سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دامن سے وابستہ رہے اور خصوصاً ان سے افتاء کا فن سیکھا۔ چناں وہ خود فرماتے ہیں کہ "جب کسی مسئلہ میں علمائے کوفہ میں اختلاف ہوتا تھا، تو میں اسے لکھ لیتا اور ابن عمر سے پوچھتا تھا۔"(۲۰)

گویا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین کے سارے علم کو جمع کیا ہوا تھا۔ آپ صرف عالم ہی نہیں بل کہ ولی کامل اور عابد وزاہد بھی تھے۔ اللہ کی یاد اور فکرِ آخرت مس اس قدر روتے تھے کہ بینائی کمزور ہوگئی تھی۔ ہر سال حج اور ایک بار عمرے کے لیے تشریف لے جاتے۔ عموماً کوفہ سے احرام باندھ کر چلا کرتے تھے۔(۲۱)

عبدالرحمن بن الاشعث نے جب حجاج بن یوسف کے ظلم کے خلاف بغاوت کی تو سعید بن جبیرؒ نے بھی اُن کا ساتھ دیا، عبدالملک نے نے متحدہ فوجوں کی مدد سے کوفی فوج کو شکست دی جس کے بعد اُس نے ابن اشعث کا بھی سر قلم کروادیا۔ اس واقعے کے بعد حضرت ابن جبیر کئی سال تک حجاز میں روپوش رہے، مکہ کے گورنر خالد بن عبداللہ قسری نے آپ کو گرفتار کرکے حجاج کے پاس عراق میں بھیج دیا، حجاج کے ساتھ مناظرہ ہوا جو ان کی ایمان کی پختگی، یقین کی قوت اور اللہ پر بھروسے کو ظاہر کرتا ہے۔ حجاج نے شعبان ۹۵ھ میں آپ کا سر قلم کرواکر شہید کروادیا، شہادت سے قبل حجاج کے سامنے اس کے بارے میں آپ نے کہا کہ اللہ اسے کسی اور پر مسلط نہ ہونے دے۔ ایسا ہی ہوا اور حجاج چند دن بعد بیمار ہو کر مر گیا۔(۲۲)

(۲) مجاہد بن جبرؒ (۱۰۴ھ)

آپ ابو الحجاج مجاہد بن جبر (۲۳) المخزومیؒ ہیں۔ ۲۱ھ میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے خاص شاگرد تھے، جن سے انھوں نے تیس مرتبہ قرآن کریم کا دَور کیا اور تین مرتبہ تفسیر پڑھی۔ قتادہ ان سے متعلق کہتے تھے کہ تفسیر کے جو علما باقی ہیں اُن میں مجاہد سب سے بڑے عالم ہیں۔(۲۴) اپنے دور کے سب یادہ ثقہ تھے۔ اس وجہ سے امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ و دیگر حضرات نے ان کی تفسیر پر اعتماد کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں اکثر روایات مجاہدؒ سے لی ہیں فضل بن میمونؒ روایت کرتے ہیں انہوں نے مجاہدؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو تیس مرتبہ قرآن سنایا"۔(۲۵)

اپنی ایک اور روایت میں فرماتے ہیں:

"میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے تین مرتبہ قرآن پڑھا، میں ہر آیت پر رکتا ان سے پوچھتا کہ یہ کس کے بارے میں اور کیسے نازل ہوئی۔"(۲۶)

۲۰-شاہ معین الدین احمد ندوی، تابعین، (اعظم گڑھ، یوپی: دارالمصنفین اکیڈمی، ۲۰۰۹ء)، ۱۴۲۔

۲۱-مولانا محمد اسماعیل ریحان، تاریخ امت مسلمہ، ۳: ۲۹۴۔

۲۲-ایضاً، ۳: ۲۹۵

۲۳ -ان کے والد کا صحیح نام جَبر (بروزن نصر) ہے، اور بعض حضرات جُبَیر (بروزن زبیر) بھی کہتے ہیں۔ (مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، ۴۶۱)

۲۴۔ مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، ۴۶۱

۲۵۔ الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، (بیروت: دارالکتاب عربی، ۱۹۹۰ء)، ۲: ۱۹۔

۲۶۔ ایضاً، ۴: ۴۵۰۔

ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ انہوں نے تیس مرتبہ جو قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا وہ کمال حفظ، عمدہ تجوید، حسن اداء کے ساتھ ہو اور اس کے بعد جو تین مرتبہ سنایا وہ ان سے اس کی تفسیر سیکھنے اور قرآن کے اسرار اور مخفی معنی پوچھنے کے لیے سنایا۔

ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مجاہد کو دیکھا وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قرآن کی تفسیر پوچھ رہے تھے اور ان کے پاس تختیاں تھیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لکھو یہاں تک کہ انھوں نے ساری تفسیر کے بارے میں پوچھا۔ ابن سعدؒ نے فرمایا کہ مجاہدؒ ثقہ، فقیہ، عالم اور حدیث کو زیادہ جاننے والے تھے۔(۲۷) ابن عربی ملیکہ ابو بکر عبد اللہ ابن عبید اللہ بن ابی ملیکہ یہ تابعین میں سے تھے جو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے دور خالفت میں طائف کے قاضی تھے مختلف صحابہ کرامؓ سے روایات لی ہیں، ابن ابی ملیکہ نے ۱۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

"قال النووي :إذا جاءك التفسير عن مجاهد فحسبك به "(۲۸)

جب مجاہد کے واسطے سے تمہارے پاس تفسیر آئے تو وہ تمھیں کافی ہے۔

اکابر صحابہ میں مجاہد بن جبر نے حضرت علی، عبد اللہ ابن عمر، عبد اللہ ابن عباسؓ، عبد اللہ ابن زبیر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، سعد بن ابی وقاص، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور جویریہ بنت حارث سے بھی استفادہ حاصل کیا تھا۔(۲۹)

اگرچہ حضرت عبد اللہ بن عباس کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے لیکن ان کے شاگردوں میں سب سے نمایاں نام حضرت مجاہد بن جبر کا ہے۔ مکہ مکرمہ میں جو مسند درس ابن عباس نے سنبھال رکھی تھی، ۶۸ھ میں ان کے انتقال کے بعد مجاہد نے وہ مسند سنبھالی۔ انھوں نے تقریباً چھتیس سال یہ مسند درس سنبھالی اور ہزاروں تشنگانِ علم کو سیراب کیا۔ ۱۰۴ھ میں حرم شریف میں حالت سجدہ میں ان کا انتقال ہوا۔(۳۰)

مجاہد بن جبر کے نام سے ایک تفسیر "تفسیرِ مجاہد" بھی موسوم ہے جو عبد الرحمن الطاہر بن محمد السورتی کی تحقیق کے ساتھ پہلے مجمع البحوث الاِسلامیہ اسلام آباد سے شایع ہوئی، پھر قطر سے اس کا ایک ایڈیشن شایع ہوا، جس کے بعد بیروت سے المنشورات الاسلامیہ کی طرف سے دو جلدوں میں شایع کیا گیا۔ اس کا ایک ایڈیشن "تفسیر الامام مجاہد بن جبر" کے نام سے ڈاکٹر محمد عبد السلام ابو النبیل کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۸۹ء میں دار الفکر بیروت سے یک جلدی شائع ہوا۔(۳۱)

(۳) عکرمہ مولی ابن عباس

آپ عکرمہ مولی ابن عباس کے نام سے مشہور ہیں۔ نسلاً بربری غلام تھے۔ حصین بن ابی الحرا العنبری نے انھیں بہ طور ہدیہ ابن عباسؓ کو پیش کیا تھا۔ انھوں نے عکرمہ کو انتہائی محنت سے تعلیم دی۔ اس لیے ابن عباس ہی کے دامن میں ان کی پرورش ہوئی۔ عکرمہ نے ابن عباسؓ کے علاوہ علی المرتضی، حسن بن علی، ابوہریرہؓ، ابن عمر، ابن عمرو، ابوسعید خدری عقبہ بن عامر، جابر، معاویہ بن ابوسفیان اور بعض دوسرے صحابہ سے بھی روایات نقل کی ہیں۔(۳۲)

---

۲۷ ۔ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد الکنانی، تہذیب التہذیب، (لاہور: دار المعارف النظامیہ، ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء)، ۵: ۳۰۶۔

۲۸۔ طبری، امام احمد بن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن، (لاہور: دار المعارف النظامیہ، ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء)، ۱:۹۱۔

- حسن محمد ایوب، الحدیث فی علوم القرآن والحدیث، (اسکندریہ: دار السلام، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء)، ۱۴۱۔

۲۹ - شاہ معین الدین احمد ندوی، تابعین، ۳۸۵۔

۳۰ - محمود احمد غازی، محاضراتِ قرآنی، ۱۹۶۔

۳۱ - فیصل احمد ندوی، تفسیر اور اصول تفسیر: تعارف ضرورت اور اہم کتابیں، ۴۶۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

عکرمہ کے ذاتی ذوق وشوق اور ابن عباس کی توجہ نے انھیں علم کا دریا بنا دیا۔ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ وہ سمندروں میں سے ایک سمندر تھے۔ جب کہ امام ذہبی انھیں حبر العالم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے اپنا سارا علم ان کے سینہ میں منتقل کر دیا تھا۔ عباس بن مصعب مروزی بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کے تلامذہ میں تفسیر میں عکرمہ سب سے بڑے عالم تھے۔ ابن تیمیہ مکہ میں موجود ابن عباس کے تلامذہ سے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

"أعلم الناس بالتفسير أهل مكة؛ لأنهم أصحاب ابن عباس، كمجاهد، وعطاء بن أبي رباح، وعكرمة مولى ابن عباس، وسعيد بن جبير، وطاووس." (۳۳)

اہل مکہ میں سب سے زیادہ تفسیر جاننے والوں میں ابن عباس کے تلامذہ تھے جیسے مجاہد، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس، سعید بن جبیر اور طاؤس۔

سفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ چار افراد سے علمِ تفسیر حاصل کرو:

قال سفيان الثوري :خذوا التفسير عن أربعة: عن سعيد بن جبير، ومجاهد، وعكرمة، والضحاك. (۳۴)

مشہور تابعین سے متعلق قتادہ بیان کرتے ہیں: "أعلمهم بالمناسك عطاء ، وأعلمهم بالتفسير عكرمة." (۳۵)

یعنی عبادات سے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والے عطاء اور تفسیر سے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والے عکرمہ ہیں۔

عکرمہ اپنے زمانہ کے فقہ، حدیث اور قرآن کے بڑے علما میں سے تھے، ان کے تفقہ کی بڑی سند یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے اپنی زندگی میں ان کو افتا کا مجاز بنا دیا تھا۔ (۳۶) آپ کی وفات سے متعلق مورخین نے سن وفات تحریر کیے ہیں کچھ مورخین ۱۰۴ھ اور ۱۰۵ھ جب کہ بعض مورخین نے ۱۰۶ھ بھی تحریر کیا ہے۔

(۴) عطاء بن ابی رباح

تابعین کے دور میں عطاء نام کی چار شخصیات مشہور ہیں: ۱۔ عطاء بن ابی رباح، ۲۔ عطاء بن یسار، ۳۔ عطاء بن السائب، اور ۴۔ عطاء الخراسانی۔ ان شخصیات میں پہلی دو باتفاق ثقہ ہیں اور آخری دو کے بارے میں کچھ کلام ہوا ہے، لیکن دینی علوم کی کتابوں میں صرف عطاء لکھا جاتا ہے تو عموماً اس سے مراد عطاء بن ابی رباح ہی ہوتے ہیں (۳۷)۔ ان کا پورا نام ابو محمد عطاء بن ابی رباح المکی القریشی ہے۔ ابن خثیم القریشی کے مولی یعنی آزاد کردہ غلام تھے۔ یمن کے مردم خیز قصبہ جند میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے اور مکہ میں پرورش پائی، فضل وکمال اور زہد وورع کے لحاظ سے بڑے جلیل القدر تابعی تھے۔ (۳۸)

عطاء بن ابی رباح نے اپنے زمانہ کے بزرگ صحابہ کرام خصوصاً ابوہریرہ، عبد اللہ ابن عباس، عبد اللہ ابن عمرؓ اور عبد اللہ ابن زبیر سے استفادہ حاصل کیا اور احادیثِ رسول کا ذخیرہ اخذ کیا۔ انھوں نے اپنا مسکن ومدرسہ ومصلّی "مسجد الحرام" کو قرار دیا اور تقریباً بیس سال تک مسجد الحرام کا فرش اُن کا بستر رہا

---

۳۲ - شاہ معین الدین احمد ندوی، تابعین، ۲۷۷؛ مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، ۴۶۳۔

۳۳ - حسن محمد ایوب، الحدیث فی علوم القرآن والحدیث، ۱۴۱۔

۳۴ - ایضاً، ۱۴۱۔

۳۵ - ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، (بیروت: مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء)، ۵: ۱۷-۱۸

۳۶ - شاہ معین الدین احمد ندوی، تابعین، ۲۸۶۔

۳۷ - مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، ۴۷۰۔

۳۸ - شاہ معین الدین احمد ندوی، تابعین، ۲۶۷۔۲۶۸

ہے۔ایک مرتبہ صحابیٔ رسول عبداللہ بن عمر عمرہ ادا کرنے کے لیے مکۃ المکرمہ تشریف لائے تو لوگوں کا ہجوم ہو گیا، مقامی علما اور عامۃ الناس مختلف سوالات اور مسائل دریافت کرنے لگے، عبداللہ بن عمر نے بلند آواز میں فرمایا کہ اے مکہ کے رہنے والو تم پر تعجب ہے کہ مجھ سے استفادہ کرنے اور مسائل دریافت کرنے کے لیے ہجوم کر رہے ہو حال آں کہ تم میں شیخ عطاء بن ابی رباح موجود ہیں، اُن کی موجودگی میں تمھیں کسی اور سے فتوی لینے کی ضرورت نہیں۔(۳۹)

خالد بن ابی عوف کی روایت کے مطابق انھوں کا تقریباً دو سو صحابہ کرام سے القی ثابت ہے:

"أدركت مائتين من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم." (۴۰)

عطاء بن ابی رباحؒ نے حضرت ابن عباس سے اتنی زیادہ روایات نقل نہیں کیں جتنی دوسرے حضرات نے کی تھیں جیسے مجاھد اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ نے ان کی نسبت ابن عباس سے زیادہ روایات نقل کی ہیں لیکن یہ قلت روایات ان کے علمی مرتبے پر کوئی فرق نہیں ڈالتیں اور ان کی کم روایات کا ایک اہم سبب یہ تھا کہ وہ اپنی رائے سے بات نہیں کرتے تھے۔اُن سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا مجھے نہیں معلوم، ان سے کہا گیا آپ اپنی رائے سے اس کے بارے میں نہیں بتائیں گے تو انھوں نے جواب دیا: "بیشک میں اللہ سے حیا محسوس کرتا ہوں کہ میری رائے کی وجہ سے زمین میں نیا دین آئے۔"(۴۱)

"قال عبد العزيز بن رفيع : سئل عطاء عن شيء ، فقال : لا أدري ، قيل : ألا تقول برأيك ؟ قال: إني أستحيي من الله أن يدان في الأرض برأيي " (۴۲)

مناسک حج کے مسائل سے متعلق عطاء بن رباح اپنے دور کے سب سے بڑے عالم تھے۔انھیں مناسک حج کا امام تسلیم کیا جاتا تھا، جب کہ حج کے دنوں میں باقاعدہ اعلان کیا جاتا تھا کہ ان ایّام میں سوائے شیخ عطاء بن رباح کے اور کوئی اور شخص مسائل حج بیان نہ کرے۔ابو جعفر امام باقر فرمایا کرتے تھے:

"ما بقي على ظهر الأرض أحد أعلم بمناسك الحج من عطاء ".(۴۳)

یعنی روئے زمین پر عطا سے زیادہ مناسک حج کا علم رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔

ابن حازم اپنے والد سے متعلق بیان کرتے ہیں کہ "عبد العزيز بن أبي حازم، عن أبيه قال: ما أدركت أحدا أعلم بالحج من عطاء بن أبي رباح"(۴۴) یعنی عبدالعزیز بن ابی حازم اپنے والد سے متعلق کہتے ہیں کہ میں نے عطا بن ابی رباحؒ سے زیادہ حج کے بارے میں علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

عطا بن ابی رباح کے علم و فضل سے جہاں اہلِ علم محدثین و مفسرین علما استفادہ کرتے تھے، عامۃ الناس بھی فیض پاتے۔ہر روز ایک عام مجلس ہوا کرتی تھی جس میں مکہ مکرمہ کے رہنے بسنے والے جن میں تاجر پیشہ، زراعت پیشہ، محنت مزدوری کرنے والے ہر طبقہ کے افراد شامل ہوتے۔اسی لیے اُن کا حلقۂ درس خواص و عوام تک وسیع تھا۔(۴۵) انھوں نے ۱۱۴ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

---

۳۹ - مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری، اکیس جلیل القدر تابعینِ کرام رحمہم اللہ تعالی،(لاہور: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۳ء)، ۲۱۹-۲۲۰

۴۰ - ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۸۱۔

۴۱ - سیوطی، جلال الدین، درمنثور، ترجمہ: محمد خالد خان گڑھی، (کراچی: دار اشاعت)، ۶: ۶۳۸۔

۴۲ - ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۸۶۔

۴۳ - ایضاً، ۵: ۸۱۔

۴۴ - ایضاً۔

۴۵ - مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری، اکیس جلیل القدر تابعین کرام رحمہم اللہ تعالی، ۲۲۵۔

(۵) طاؤس بن کیسان

آپ کا پورا نام ابو عبد الرحمن طاؤس بن کیسان الحمیری الجندی ہے، یہ یمن کے شہر جند کے باشندے تھے، اور یہ بھی غلام تھے۔ انہوں نے عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت، زید بن ارقم اور دوسرے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے علم حاصل کیا تھا۔ وہ اپنے زمانے میں علم و فضل کے علاوہ عبادت و زہد میں بھی بہت مشہور تھے، انھوں نے چالیس حج کیے۔(۴۶) طوافِ بیتُ اللہ میں نہایت خاموش رہتے، کسی کی بات کا جواب نہ دیتے۔ فرمایا کرتے: "طواف نماز ہے"۔(۴۷)

طاوس بن کیسان صاحب علم و فضل اور کبار تابعین میں سے تھے۔ جب کہ عبد اللہ بن عباس کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ امام ذہبی اپنی تصنیف سیر الاعلام میں محدثین کے اقوال نقل کرتے ہوئے طاوس بن کیسانؒ سے متعلق بیان کرتے ہیں:

"قال ابن شهاب: لو رأيت طاوسا، علمت أنه لا يكذب. عن عبد الملك بن ميسرة، عن طاوس قال: أدركت خمسين من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم." (۴۸)

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ "اگر تم طاوس کو دیکھتے تو یقین کر لیتے کہ وہ جھوٹ نہیں بول سکتے۔" عبد الملک بن میسرہ کی روایت ہے کہ خود طاوس بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کے پچاس صحابہ سے ملاقات کی۔"

سفیان بن عیینہ طاوس بن کیسان کی قرآن مجید سے محبت سے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عن ابن أبي نجيح قال: قال مجاهد لطاوس: رأيتك يا أبا عبد الرحمن تصلي في الكعبة، والنبي صلى على بابها يقول لك: اكشف قناعك، وبين قراءتك، قال طاوس: اسكت لا يسمع هذا منك أحد، قال: ثم خيل إلي أنه انبسط في الكلام، يعني فرحا بالمنام."(۴۹)

یعنی ابن نجیح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجاہد نے طاوس سے کہا اے ابو عبد الرحمن میں نے تجھے خواب میں دیکھا کہ تم بیت اللہ کے اندر نماز ادا کر رہے ہو اور دروازے پر نبی اکرم ﷺ تم سے فرما رہے ہیں "اونچی آواز سے اپنی قرائت پڑھو"، طاوس (مجاہد سے) کہتے ہیں: چپ ہو جاؤ یہ تم سے کوئی اور نہ سن لے، (مجاہد) کہتے ہیں کہ پھر مجھے ایسا لگا کہ وہ آسانی سے بولے کہ اس کا مطلب خواب میں خوشی ہے۔

۱۰۶ھ کے دس ذوالحجہ کی رات طاوس بن کیسان چالیسویں ادائے حج کے دوران مزدلفہ سے واپسی پر احرام کی حالت میں عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد کچھ دیر آرام کی غرض سے لیٹے تو فرشتۂ اجل نے آلیا۔(۵۰) صبح کے وقت انھیں دفن کیا جانا تو ان کی میت کو خلق کے ہجوم کے باعث جنازہ نہ اٹھایا جاسکا، کیوں کہ لوگ آپ کی میت کے زیارت کی غرض سے اکٹھے ہو گئے تھے۔ اس صورت کو دیکھتے ہوئے مکہ کے گورنر فوج کی مدد سے ہجوم کو پیچھے ہٹوایا اور تدفین کے لیے لے جایا گیا۔ ان کی نماز جنازہ میں ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جب کہ ہشام بن عبد الملک بھی اس جنازہ میں شریک ہوا۔

---

۴۶ - مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، ۴۶۹۔

۴۷ - مولانا محمد عبد الرحمن مظاہری، اکیس جلیل القدر تابعینِ کرام رحمہم اللہ تعالی، ۱۵۸

۴۸ - ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، ۵: ۴۳۔۴۴

۴۹ - ایضاً، ۵: ۳۹۔۴۰

۵۰ - عبد الرحمن رافت پاشا، تذکرہ تابعین، ترجمہ: ارشاد الرحمن صدیقی (لاہور: منشورات منصورہ، ۲۰۰۲ء)، ۲۰۴۔۲۰۵

References

- Abdul Hameed Abbasi, Usūle Tafsīr wa Tarīkh-e Tafsīr, (Islamabad: Allama Iqbal Open University, 2012)
- Abdur Rehman Rafat al-Basha, Hayāt Tāb'in ky Durakhshan Pehlū, (Trans.) Mehmood Ahmad Ghazanfar, (Lahore: Numani Kutab Khana, 2004)
- Abdur Rehman Rafat Pasha, Tazkiray-e Tab'īn, (Trans.) Irashad al-Rehman, Siddiqi, (Lahore: Manshurat Mansurah, 2002).
- Al-Zaqani, Muhammad Abdul Azeem, Manāhiul al-Īrfān Fi Ulūm al-Qur'an, (Beruit: Dar al-Kitab al-Arabi, 1990).
- Faisal Ahmad Nadvi, *Tafsīr aur Usūl-e Tafsīr: T'aruf, Zarūrat aur Aham Kitaben*, (Lakhnau: Maktaba al-Shabab al-Ilmia, 2016).
- Ghulam Ahmad Hariri, *Tarīkh-e Tafsīr wa Mufasserīn*, (Faisalabad: Malik Publishers, 2000).
- Hasan Muhammad Ayub, Al-Hadīs Fī Ulūm al-Qu'an wal Hadīs, (Iskandria: Darulsalam, 2004).
- Ibn-e Hajar al-Asqalani, Ahmad Bin Ali Bin Muhammad, Tahzīb al-Tahzīb, (Lahore: Dar al-Ma'arif al-Nizamia).
- Ibn-e Khallekan, Ahmad Bin Abu Bakr, Vafayāt al-A'ayan wa Anba-o Abna al-Zamān, (Beruit: Dar Sadir, 1994).
- Khalid Saifullah Rehmani, *Āsān Usūl-e Tafsīr*, (Saharanpur, U.P: Kutab Khana Naeemia Deoban, 2014).
- Mahmood Ahmad Ghazi, *Muhazrāt-e Qu'ani*, (Lahore: Al-Faisal Nasheran wa Tajran-e Kutab, 2009).
- Manah al-Qatan, *Mubahis fī Ulūm al-Qu'an*, (Trans.) Maulana Abdullah Sarwar, (Lahore: Maktabah Muhammadia, 2016)
- Maulana Abdur Rehman Mazahiri, Ikīs Jalīl al-Qadar Tab'īn Karām, (Lahore: Idara Islamiat, 2003)
- Maulana Muhammad Ismaeel Rehan, Tarīkh-e Umat-e Mulimah, (Karachi: Al-Minhal Publishers)
- Mufti Muhammad Taqi Usmani, Ulūm al-Qur'an, (Karachi: Maktaba Dar al- Uloom, 2010).
- Muhammad Abdul Halem Chishti, Ilm-e Qur'an aur al-Itqān-Debacha Fī Ulūm al-Qur'n, (Trans.) Muhammad Abdul Haleem Ansari, (Karachi: Meer Muhammad Kutab Khana)
- Muhammad Bin Saad, Tabaqāt ibn-e Saad, (Beruit: Dar Sadir, 1968)
- Sayuti, Jalal al-Deen, Dur Mansūr, (Trans.) Muhammad Khalid Khan Garhi, (Karachi: Dar Isha'at)
- Seema Zahid, Imām Mūjahid bin Jabar Kī Tafsīrī Riwayāt ka Khasūsī Muta'la, Research Thesis for MPhil Islamic Education, (Multan: The Women University, 2019-21).
- Shah Mueen al-Deen Ahmad Nadavi, Tabeen, (Azam Garh, U.P: Darul Musannafeen Acedami, 2009)
- Shams al-Deen al-Zahbi,Sīar 'Alām al-Nobalā, (Beruit: Muassastul Resalah, 1985).
- Shams al-Deen al-Zahbi,Sīar 'Alām al-Nobalā, (Beruit: Muassastul Resalah, 2001).
- Tabri, Imam Ahmad Bin Jareer, Jame' al-Bayān Fī Ta'vīl al-Qur'an, (Lahore: Dar al-Ma'arif al-Nizamia, 1325 A.H/ 1907).
- Zakali, Kahir al-Deen bin Mamood, A'lām, (Beruit: Darul Ilam Lil-malaeen, 2002).

❖❖❖